

ذرا خیال نہیں۔ یہ دیکھو، ہماری مسٹھی میں کچھ ہے، مگر کیا ہے؟ ذرا بتائیے  
تو؟

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں :

”اس شعر کا اندازِ بندش بھی نیا ہے اور مضمون بھی تازہ ہے۔  
تازگی مضمون تو یہ ہے کہ سررشتہ وفا کو ایک محسوس شے  
فرض کر لیا ہے کہ معشوق سے پوچھتے ہیں، بتاؤ، ہماری مسٹھی میں  
کیا ہے؟ بندش کی حدت یہ ہے کہ پوچھتے بھی ہیں، مسٹھی میں کیا  
ہے؟ پھر جو چیز مسٹھی میں ہے اس کا نام بھی لے دیا۔“

۷۔ شرح : محبوب سے سوال کیا جائے تو فرماتے ہیں۔ معلوم ہوتا  
ہے کہ تم پاگل ہو گئے ہو۔ ہم نے اس ارشاد کا جواب نہ دینے کا فیصلہ کر رکھا  
ہے، پھر کہیں تو کیا کہیں؟

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں : مضمون خوبی شعر کا سبب نہیں، بلکہ دونوں  
مصرعوں کی بندش میں ترکیب کے مشابہ ہونے سے شعر میں حسن پیدا کیا۔

۸۔ شرح : اگر کوئی شخص سخنوری میں کمال پیدا کرے تو اسے سزا  
یہ ملتی ہے کہ لوگ اس سے حسد کرنے لگتے ہیں، یعنی کوئی بلند پایہ سخنور ایسا  
نہیں، جو حسد کا تختہ مشق نہ بنا ہو۔ اسی طرح جس شخص کے پاس ہنرمندی  
کی بیش بہا متاع موجود ہے، اسے قیمت یہ ملتی ہے کہ اس پر ظلم توڑے جاتے  
ہیں۔ گویا اس شعر میں مرزا نے زمانے کی تنگ نظری، خیرہ ذوقی اور قدر ناشناسی  
کی تصویر کھینچ دی ہے۔

۹۔ شرح : یہ کس نے کہا کہ غالب بُرا نہیں؟ نہیں، ضرور کیسے کہ  
وہ بُرا ہے، بہت بُرا ہے، لیکن یہ تو سوچیے کہ آخر دیوانے کے سوا اسے  
کیا کہا جاسکتا ہے اور ظاہر ہے کہ دیوانے پر اچھائی برائی کا حکم لگانا اہل  
عقل و دانش کا کام نہیں۔